جلد ۲۹ | ۱۸ امان ۱۳۲۰ ہش | ۱۹ صفر ۱۳۶۰ ھ | ۱۸ مارچ ۱۹۴۱ء | نمبر ۶۲

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کامیابی کیلئے کامل اطاعت اور فرمانبرداری کی روح ضروری ہے

صفائی کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ ہدایات پر خصوصیت سے عمل کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۷۔ ماہ امان ۱۳۲۰ ہش مطابق ۷۔ مارچ ۱۹۴۱ء

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
میں نے بہت دفعہ جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ کہ مذہب ایک ایسی چیز ہے۔ جو صرف اقرار کے ساتھ ہی مکمل نہیں ہوجاتی۔ بلکہ وہ اپنے ساتھ کئی شرائط رکھتا ہے۔ اور جب تک ان تمام شرائط کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ اس وقت تک مذہب سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ میں نے کئی دفعہ مثال دی ہے۔ کہ تم ایک مکان کی تین دیواریں بنا کر محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اگر

تین دیواریں

بناؤ گے۔ تو چوتھی طرف سے ہوا بھی آئیگی دھوپ بھی آئے گی بارش بھی آئے گی۔ اسی طرح چور بھی آسکتا ہے۔ اور دشمن بھی اس طرف سے حملہ کرسکتا ہے۔ غرض وہ سب چیزیں جن سے بچنے کے لئے مکان بنایا جاتا ہے۔ اس چوتھی دیوار کے نہ ہونے کی وجہ سے آجائیں گی۔ اور تین دیواریں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گی۔ صحابہ کرام کی ترقی کی وجہ یہی تھی۔ کہ انہوں نے اس راز کو سمجھ لیا تھا۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھوٹی سی چھوٹی بات کو بھی بڑا سمجھتے تھے۔ مگر آج کل لوگوں کی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ بڑی باتوں کو بھی چھوٹا قرار دے دیں۔ بہت سے لوگ

دین کے احکام

کو ایک چٹی خیال کر لیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اگر اس سے بھی بچ جائیں۔ تو اس سے بھی بچ جائیں۔ مگر صحابہ رض کی یہ حالت ہوا کرتی تھی۔ کہ وہ چاہتے تھے۔ ہم کو یہ بھی مل جائے۔ ہم کو وہ بھی مل جائے۔ ہم اس حکم کی بھی فرماں برداری کریں۔ اور ہم اس کی بھی فرمانبرداری کریں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ بہت جلد ترقی کر گئے۔ اور بعد میں آنے والے ویسی ترقی حاصل نہ کرسکے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

پُرحکمت کلام کی قدر

ان کے دلوں میں نہ رہی۔ اگر ان کے دلوں میں بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی وہی قدر ہوتی۔ جو صحابہ رض کے دلوں میں تھی۔ تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ وہ صحابہ سے پیچھے رہتے۔ صحابہ رض رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے امور پر چلنے کے ایسے مشتاق تھے۔ کہ معلوم ہوتا ہے وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ کہ ہماری ساری نجات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری میں ہے۔

حدیثوں میں ایک واقعہ

آتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ان میں کس قدر فرمانبرداری کی روح پائی جاتی تھی بظاہر وہ ایک ایسی بات ہے۔ جسے سنکر کوئی انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ کیسی بے وقوفی کی بات ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے ان کی ترقی کا راز اسی میں مضمر تھا۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے جب کوئی حکم سنتے۔ تو اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوجاتے تھے۔

احادیث میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رض ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس کی طرف آرہے تھے۔ آپ ابھی گلی میں ہی تھے کہ آپ کے کانوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز آئی۔ کہ "بیٹھ جاؤ" معلوم ہوتا ہے ہجوم زیادہ ہوگا۔ اور کچھ لوگ کناروں پر کھڑے ہوں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ "بیٹھ جاؤ"۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رض جو ابھی مجلس میں نہیں پہنچے تھے اور گلی میں آ رہے تھے۔ جب انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز سنی۔ تو وہ وہیں بیٹھ گئے۔ اور بیٹھے بیٹھے جیسے بچے چلتے ہیں۔ گھسٹ گھسٹ کر مسجد میں پہنچے

کسی شخص نے جو اس راز کو نہیں سمجھتا تھا کہ اطاعت اور فرمانبرداری کی رُوح دنیا میں قوموں کو کس طرح کامیاب کیا کرتی ہے۔ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود کو اس طرح چلتے دیکھا تو اس نے اعتراض کیا اور کہا کہ یہ کیسی بے وقوفی کی بات ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب تو یہ تھا کہ مسجد میں جو لوگ کناروں پر کھڑے ہیں وہ بیٹھ جائیں مگر آپ گلی میں ہی بیٹھ گئے اور گھسٹتے ہوئے مسجد میں آئے۔ آپ کو چاہیئے تھا کہ آپ جب مسجد میں پہونچ جاتے تو اس وقت بیٹھتے۔ گلی میں ہی بیٹھ جانے کا کیا فائدہ تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ نے جواب دیا۔ ہاں یہ ہو تو سکتا تھا۔ لیکن اگر مسجد میں پہنچنے سے پہلے ہی میں مرجاتا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم میرے عمل میں نہ آتا۔ اور کم سے کم ایک بات ایسی ضرور رہ جاتی جس پر میں نے عمل نہ کیا ہوتا۔ اس لئے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں چلتا ہوا آؤں۔ اور پھر مسجد میں آکر بیٹھوں۔ میں نے خیال کیا کہ زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ شائد میں مسجد میں پہنچوں یا نہ پہنچوں۔ اس لئے ابھی بیٹھ جانا چاہیئے۔ تاکہ اس حکم پر بھی عمل ہو جائے

انہی عبد اللہ بن مسعود رضؓ کا واقعہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایک دفعہ حج کے ایام میں

مکہ مکرمہ میں چار رکعتیں

پڑھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب حج کے لئے تشریف لائے تھے۔ تو آپ نے وہاں دو رکعتیں پڑھی تھیں۔ کیونکہ مسافر کو دو رکعت نماز پڑھنے کا ہی حکم ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے زمانۂ خلافت میں تشریف لائے۔ تو آپ نے بھی دو ہی پڑھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے بھی دو ہی پڑھی تھیں۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں پڑھا دیں۔ اس پر لوگوں میں ایک شور برپا ہو گیا۔ اور انہوں نے کہا عثمان رضؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بدل دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضؓ کے پاس لوگ آئے اور انہوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ نے چار رکعتیں کیوں پڑھی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بات یہ ہے کہ میں نے ایک اجتہاد کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اب دور دور کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر کو اب اسلامی مسائل اتنے معلوم نہیں جتنے پہلے لوگوں کو معلوم ہوا کرتے تھے۔ اب وہ صرف ہمارے افعال کو دیکھتے ہیں۔ اور جس رنگ میں وہ ہمیں کوئی کام کرتے دیکھتے ہیں۔ اسی رنگ میں خود کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہی اسلام کا حکم ہے یہ لوگ چونکہ مدینہ میں بہت کم جاتے ہیں۔ اور انہیں وہاں رہ کر ہماری نمازیں دیکھنے کا موقعہ نہیں ملتا اس لئے میں نے خیال کیا کہ اب حج کے موقعہ پر اگر انہوں نے مجھے دو رکعت نماز پڑھاتے دیکھا۔ تو اپنے اپنے علاقوں میں جاتے ہی کہنے لگ جائیں گے۔ کہ خلیفہ کو ہم نے دو رکعت نماز پڑھاتے دیکھا ہے، اس لئے اسلام کا اصل حکم یہی ہے۔ کہ دو رکعت نماز پڑھی جائے۔ اور لوگ چونکہ اس بات سے ناواقف ہوں گے۔ کہ یہ دو رکعت نماز سفر کی وجہ سے پڑھی گئی ہے۔ اس لئے اسلام میں اختلاف پیدا ہو جائیگا۔ اور لوگوں کو ٹھوکر لگے گی۔ پس میں نے مناسب سمجھا کہ چار رکعت نماز پڑھا دوں۔ تاکہ نماز کی چار رکعتیں انہیں بھولیں نہیں۔ باقی رہا یہ کہ میرے لئے چار رکعت پڑھانا جائز کس طرح ہو گیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے یہاں شادی کی ہوئی ہے۔ اور چونکہ بیوی کا وطن بھی اپنا وطن ہی ہوتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں مسافر نہیں۔ اور مجھے پوری نماز پڑھنی چاہیئے۔ غرض حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعت نماز پڑھانے کی یہ وجہ بیان فرمائی۔ اور اس توجیہہ کا مقصد آپ نے یہ بتایا کہ باہر کے لوگوں کو دھوکا نہ لگے۔ اور وہ اسلام کی صحیح تعلیم کو سمجھنے میں ٹھوکر نہ کھائیں۔ ان کی یہ بات بھی بڑی لطیف تھی۔ اور جب صحابہ نے سنی تو اکثر سمجھ گئے۔ اور بعض نہ سمجھے۔ مگر خاموش رہے۔ مگر دوسرے لوگوں نے شور مچا دیا۔ اور کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمان رضؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف عمل کیا ہے۔ چنانچہ انہی میں سے کچھ لوگ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ کے پاس بھی پہونچے۔ اور کہنے لگے آپ نے دیکھا۔ کہ آج کیا ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیا کیا کرتے تھے۔ اور عثمان رضؓ نے آج کیا کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو حج کے دنوں میں مکہ آکر صرف دو رکعتیں پڑھایا کرتے تھے۔ مگر حضرت عثمان رضؓ نے چار رکعتیں پڑھائیں۔ انہوں نے کہا دیکھو ہمارا یہ کام نہیں۔ کہ ہم فتنہ اٹھائیں۔ کیونکہ خلیفۂ وقت نے کسی حکمت کے ماتحت ہی ایسا کام کیا ہوگا۔ پس تم فتنہ نہ اٹھاؤ۔ میں نے بھی ان کی اقتدا میں چار رکعتیں ہی پڑھی ہیں۔ مگر نماز کے بعد میں نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالےٰ سے دعا مانگ لی تھی۔ کہ خدایا تو ان چار رکعتوں میں سے میری وہی دو رکعتیں قبول فرمانا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم پڑھا کرتے تھے۔ اور باقی دو رکعتوں کو میری نماز نہ سمجھنا یہ کیسا عشق کا رنگ ہے جو حضرت عبد اللہ بن مسعود میں پایا جاتا تھا۔ کہ انہوں نے چار رکعتیں پڑھ تو لیں۔ مگر انہیں وہ ثواب بھی پسند نہ آیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھی ہوئی دو رکعتوں سے زیادہ تھا۔ اور دعا مانگی۔ کہ الٰہی دو رکعتیں ہی قبول فرمانا۔ چار نہ قبول کرنا۔ اور پھر خلافت کی اطاعت کا بھی اس میں کیسا عمدہ نمونہ پایا جاتا ہے ان کو معلوم نہ تھا۔ کہ حضرت عثمان رضؓ نے کس وجہ سے دو کی بجائے چار رکعتیں پڑھائی ہیں۔ حالانکہ یہ وجہ ایسی ہے جسے بہت سے لوگ صحیح قرار دیتے ہیں۔ وہ بیوی کے گھر جاتے ہیں تو اسے سفر نہیں سمجھتے بیٹے کے گھر جاتے ہیں تو اسے سفر نہیں سمجھتے ماں باپ کے گھر جاتے ہیں۔ تو اسے سفر نہیں سمجھتے۔ پس یہ مسئلہ ٹھیک تھا۔ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ احتیاط کہ باہر کے لوگوں کو دھوکہ نہ لگے۔ اور اسلام میں کوئی رخنہ نہ پڑجائے۔ ان کے اعلےٰ درجہ کے تقوےٰ کا ثبوت ہے۔ مگر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ کو اس وقت تک اس حکمت کا علم نہیں تھا۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں کیا۔ کہ نماز چھوڑ دی ہو۔ بلکہ انہوں نے نماز بھی پڑھ لی۔ اور خلافت کی اطاعت بھی کر لی۔ اور بعد میں خدا تعالےٰ کے حضور بھی عرض کر دیا۔ کہ یا اللہ میری دو رکعتیں ہی قبول ہوں۔ چار نہ ہوں۔ یہ کیسی

فرمانبرداری اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے کی روح

تھی، جو ان میں پائی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود اس بات کے کہ صحابہ بالکل ان پڑھ تھے (سارے مکہ میں کل سات آدمی پڑھے لکھے تھے) ساری دنیا پر چھا گئے۔ لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بی۔ اے ہوتا ہے۔ ایم۔ اے ہوتا ہے مولوی فاضل ہوتا ہے۔ اور وہ سب دنیا کے علوم کو کھنگال ڈالتا ہے۔ مگر قوت عملیہ اس میں بالکل مفقود ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عمل کی نقل اور اس کی اتباع کا پورا خیال دل میں نہیں ہوتا۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے صحابہ میں یہ اہتمام انتہا درجہ کا پایا جاتا تھا۔ ایک دفعہ لوگ ایک جنازہ لئے جا رہے تھے کہ ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے کہا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے

قادیان ۱۶ امان سنہ ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو الحمد للہ بہ نسبت سابق آج افاقہ رہا۔ کمزوری اور قدرے نزلہ اور سردرد البتہ موجود ہے۔ صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے۔

کل حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے مولوی محمد الدین صاحب مجاہد تحریک جدید کے اعزاز میں دعوت چائے دی۔ جس میں اور بھی کئی اصحاب کو مدعو کیا۔

آج صبح کی گاڑی سے جناب سیٹھ حسن بھائی لال جی صاحب تاجر بمبئی ممبر سنٹرل اسمبلی دہلی مع اپنے صاحبزادہ کے جو بیرسٹر ہیں تشریف لائے۔ مرکزی دفاتر اور مختلف ادارے دیکھنے کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے ملاقات کی اور ۳½ بجے کی گاڑی سے واپس تشریف لے گئے

مسلمان بھائی کے جنازہ میں شامل

ہو۔ تو اُسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے۔ اور ایک قیراط ثواب اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ لیکن اگر جنازہ پڑھنے کے بعد اسے دفن کرنے کے لئے قبر تک جائے۔ تو اسے دو قیراط ثواب حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے صحابی یہ بات سنکر اُس صحابی پر ناراض ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ تم نے یہ بات ہمیں پہلے کیوں نہ بتائی۔ نہ معلوم ہم اب تک ثواب کے کتنے قیراط ضائع کر چکے ہیں۔

تو چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی وہ لوگ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق کی نقل کرتے۔ آپ کے احکام کی اتباع کرتے۔ اور سمجھتے۔ کہ اسی میں اُن کی ترقی۔ اور اسی میں اُن کی عزت ہے۔ اور درحقیقت یہ ہے بھی صحیح۔ آخر کونسی بات ہے۔ جو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی ہو۔ اور اُس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ ایک بات بھی کوئی شخص ایسی بتا نہیں سکتا۔

اس کے مقابلہ میں دُوسرے مذاہب کی سَو میں سے نوّے باتیں ایسی ہوں گی۔ جن کی حکمت یا تو اُن کے مذاہب نے بتائی ہی نہیں۔ یا اس کے اندر کوئی حکمت ہے ہی نہیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جو احکام دیئے ہیں۔ وُہ ایسے ہیں۔ کہ سَو میں سے سَو کی حکمتیں ہی بیان کی جاسکتی ہیں۔ سَو میں سے سَو کی ہی غرض و غایت بیان کی جاسکتی ہے۔ اور سَو میں سے سَو کے ہی فوائد بیان کئے جاسکتے ہیں۔

پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ مُسلمانوں کے دلوں میں یہ جوش پیدا نہ ہو۔ کہ ہم رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اتباع کریں۔ اور ایک ایک بات جو ہمیں نظر آئے۔ خواہ وُہ بظاہر چھوٹی سے چھوٹی ہو۔ اُس کو بھی نہ چھوڑیں۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں اِدھر توجّہ بہت کم ہے۔ صرف

فرقۂ اہلِ حدیث

نے اس طرف توجہ کی ہے۔ مگر وُہ بھی لفظی طور پر۔ اور انہوں نے بھی قشر کو لے لیا۔ مگر مغز کو چھوڑ دیا۔

انہی باتوں میں سے جو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں اور جن کو بدقسمتی سے مسلمانوں نے یہ سمجھ کر کہ وُہ چھوٹی باتیں ہیں۔ چھوڑ دیا ہے ایک بات یہ بھی ہے۔ کہ

جب مسلمان کسی اجتماع میں شامل ہوں

تو انہیں صاف کپڑے پہن کر آنا چاہیئے۔ مجلس کی جگہ کو بھی صاف رکھنا چاہیئے۔ اور ہو سکے۔ تو عطر لگا کر آنا چاہیئے جیسے آج جمعہ کا دن ہے۔ اس دن مُسلمانوں کا ہر جگہ اجتماع ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ جب وُہ جمعہ پڑھنے کے لئے آئیں۔ تو نہا دھو کر آئیں۔ کپڑے صاف پہنیں۔ اور عطر استعمال کریں۔ اسی طرح رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم بھی دیا ہے۔ کہ اجتماع کے مواقع پر کوئی بدبودار چیز کھا کر نہیں آنا چاہیئے مثلاً کچّا پیاز ہوا۔ یا گندنا وغیرہ ہوا۔ ان کو کھا کر مسجد میں آنے کی رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔

اسی طرح اور بہت سی چیزیں ہیں۔ جو بدبودار ہوتی ہیں۔ یا بدبو پیدا کر دیتی ہیں۔ ان سب کو استعمال کرنے سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ خود رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ کہ دن میں کئی کئی مرتبہ آپ مسواک کرتے تھے اس میں بھی دراصل یہی حکمت تھی۔ کہ آپ کے مونہہ سے بُو نہ آئے۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چونکہ ہر شخص نے بات کرنی ہوتی تھی۔ اور ہر ایک نے آپ سے مسائل پوچھنے ہوتے تھے۔ اس لئے آپ دن میں

کئی کئی دفعہ مسواک

کیا کرتے تھے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ آپ کے مُونہہ سے بدبُو آئے۔ اور دُوسرے کو تکلیف محسُوس ہو۔

صحابہ رضؓ کہتے ہیں۔ آپ دن میں اتنی دفعہ مسواک کیا کرتے تھے۔ کہ ہم سمجھتے مسواک رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہترین پسندیدہ چیز ہے پھر یہ شغف آپ کو اس قدر تھا۔ کہ جب آپؐ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو اُس وقت آپؐ نے دیکھا۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے بھائی کے ہاتھ میں مسواک ہے۔ اُس وقت آپؐ اچھی طرح بول بھی نہیں سکتے تھے۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ مجھے مسواک دو حضرت عائشہ رضؓ نے مسواک لے کر آپ کو دے دی۔ مگر چونکہ آپؐ میں اُس وقت طاقت نہیں تھی۔ اور آپ مسواک کو چبا نہیں سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے پھر اشارہ سے فرمایا۔ کہ اس کو چبا دو۔ چنانچہ انہوں نے مسواک چبا کر رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ اور آپؐ نے اس وقت بھی مسواک کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آخری لمحات میں میرا لعاب دہن آپؐ کے لعابِ دہن سے ملا۔

لیکن اس زمانہ میں میرا اندازہ ہے کہ شائد

سَو میں سے نوّے آدمیوں کے مُونہہ سے بدبُو

آتی ہے۔ اور پھر ان نوّے فیصدی لوگوں میں سے بھی ایک کثیر حصہ اس بے وقوفی میں مبتلا ہے۔ کہ وُہ سمجھتا ہے۔ شائد بات سُننے والا کان کی بجائے ناک سے سنتا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ ایک عام رواج ہے۔ خصوصًا ان لوگوں میں جن پر صوفیاء کا اثر چلا آتا ہے۔ کہ وُہ بات کرتے وقت بجائے اس کے کہ کان کی طرف مونہہ کریں۔ دُوسرے کی ناک کے پاس مُونہہ لے جا کر بات شروع کریں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وُہ تمام سنڈاس جو اُن کے مونہہ میں بھرا ہوُا ہوتا ہے۔ دوسرے کے ناک میں چلا جاتا ہے میں نے ان علاقوں میں یہ مرض بہت دیکھا ہے جو ایک عرصہ سے پیروں کے ماتحت چلے آتے ہیں۔ مثلاً گجرات ہے۔ اس ضلع کے رہنے والے جب بھی بات کرنے لگیں گے۔ دوسرے کے عین ناک کے قریب اپنا مونہہ لے جائیں گے۔ اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس سے باتیں کریں گے۔ میں اس ذریعہ سے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہمیشہ گوبیکی اور سدوکی کے رہنے والوں کو پہچان لیتا ہُوں۔ جب بھی ان میں سے کوئی مجھ سے بات کرنے لگے۔ میں اس سے پوچھ لیتا ہُوں کہ آپ گوبیکی کے ہیں یا سدوکی کے۔ اور شائد سَو میں سے ایک دفعہ غلطی ہوئی ہو ورنہ ننانوے دفعہ میرا قیاس صحیح ہوتا ہے اور وُہ ان دونوں جگہوں میں سے کسی ایک جگہ کے رہنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے سُننے کے لیے ناک تو نہیں بنائی۔ خدا نے تو سُننے کے لیے کان بنایا ہے

پس اگر کوئی شخص اپنے مونہہ کو صاف نہیں رکھ سکتا۔ تو دُوسرے پر اتنا تو رحم کرے کہ بات کرتے وقت اپنا مُونہہ اس کے کان کی طرف لے جائے۔ اس کی ناک کے سامنے نہ رکھے۔

غرض یہ عیب مسلمانوں میں شدید طور پر پایا جاتا ہے۔ کہ وُہ صفائی کی طرف توجہ نہیں رکھتے۔ اور اجتماع کے مواقع پر بالخصوص

رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ ہدایات

کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ حالانکہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت لطیف رنگ میں اس مسئلہ کی طرف اپنی اُمت کو توجہ دلائی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ تم جب کسی اجتماع میں شامل ہونے کے لیے آؤ۔ تو کوئی بودار چیز کھا کر نہ آؤ۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ بدبودار چیز کھا کر تو نہ آؤ۔ لیکن خوشبودار چیز کو مونہہ میں سڑا کر اور اسے بدبودار بنا کر مسجد میں بے شک آجایا کرو۔ اگر کوئی ایسے معنی کرتا ہے۔ تو وُہ حد درجہ کا نالائق انسان ہے۔ جب آپ نے فرمایا ہے۔ کہ کچّا پیاز اور گندنا وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ آؤ۔ تو اسی میں یہ بات بھی آجاتی ہے۔ کہ اگر کوئی اچھی چیز انسان کھائے۔ اور پھر اپنے مونہہ کو صاف نہ کرے۔ اور اس کی سڑاند مونہہ میں پیدا ہو جائے۔ تو اس صورت میں بھی اسے اجتماع سے دُور رہنا چاہیئے۔ پھر رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی کیا ہی لطیف حکمت بیان فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں۔ بدبودار چیزوں سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اب فرشتہ کوئی جسمانی چیز تو ہے نہیں۔ کہ بدبو سے اسے تکلیف ہو۔ مراد یہی ہے۔ کہ ہر نیک فطرت انسان اس سے اذیت محسُوس کرتا ہے۔ اور پاک لوگوں کو اس طرح تکلیف ہوتی ہے اسی لئے تم مسجد میں ایسی چیزیں کھا کر نہ آیا کرو۔ جن سے انہیں تکلیف ہو۔

ہاں گندے لوگوں کو بدبو سے بے شک کوئی تکلیف نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ وہ شخص جو چیزوں کو سڑا کر اپنے مونہہ میں رکھتا ہو اور اس کی بُو محسوس نہ کرتا ہو۔ اسے کسی اور کے مونہہ سے کس طرح بُو آسکتی ہے۔ تکلیف تو اسے ہی ہوگی۔ جو فرشتہ خصلت ہوگا۔ اور پاک صاف رہنے والا ہوگا۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جمعہ کے لئے آؤ تو کپڑے بدل کر آؤ۔ اس کی حکمت تو ظاہر ہی ہے۔ کپڑے کو پسینہ لگتا رہتا ہے۔ اور پسینہ میں چونکہ زہر بھی ہوتی ہے۔ اور بُو بھی۔ پس اس کا انسان کی اپنی صحت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی بُو سے اذیت پہونچتی ہے۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہدائت دے دی کہ کپڑے بدل کر آیا کرو۔ ہمارے ملک میں عام طور پر لوگ نہانے دھونے کے بہت کم عادی ہیں۔ لیکن عرب میں اس کا بڑا رواج تھا۔ میں نہیں جانتا۔ یہ رواج اس وقت ہے یا نہیں۔ مگر حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب ہم مکہ میں گئے تھے تو اس وقت تک عرب لوگوں میں یہ رواج تھا۔ کہ رات کے وقت وہ اپنا تمام لباس اتار کر شب خوابی کا علیحدہ لباس پہن لیتے۔ اور عورتیں روزانہ رات کے وقت دن کے پہنے ہوئے کپڑوں کو دھولیتیں۔ اس طرح سوتے وقت وہ روزانہ اپنے کپڑوں میں سے پسینہ دھوڈالتے تھے۔ حالانکہ وہاں پانی کی کمی تھی۔ مگر ہمارے ملک میں بعض امراء تو روزانہ بھی کپڑے بدل لیتے ہیں۔ لیکن بعض دوسرے تیسرے دن بدلتے ہیں۔ اور معمولی حیثیت کے لوگ آٹھویں دن کپڑے بدلتے ہیں۔ اور غرباء کپڑا پہن کر اس کے پھٹنے تک اسے نہیں اتارتے۔ حالانکہ اگر کسی شخص کو صابن سے کپڑے دھونے کی توفیق ہے تو اسے چاہیئے کہ صابن سے کپڑے دھو لیا کرے۔ اور اگر کسی کو صابن خریدنے کی توفیق نہیں۔ تو وہ یہ تو کرسکتا ہے کہ رات کے وقت کپڑوں کو پانی میں ڈال دے اور صبح انہیں اچھی طرح مل کر اور نچوڑ کر دھوپ میں لٹکادے۔ اس طرح چاہے وہ کپڑا اسفید نہ ہو۔ مگر پسینہ جو مضر رساں چیز ہے۔ اور اس کی بُو جو دوسروں کے لئے اور خود اس کے لئے اذیت کا موجب بنتی ہے۔ وہ اور دوسرے لوگ اس سے محفوظ ہو جائینگے۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ عرب میں کم سے کم اس وقت تک یہ رواج ضرور تھا۔ جب حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ حج کے لئے مکہ تشریف لے گئے تھے۔ اور پھر پڑھنے کے لئے وہیں ٹھہر گئے۔ ممکن ہے یہ رواج اب بھی ہو۔ کیونکہ قومی رواج جلدی نہیں مٹ جایا کرتے۔ لیکن اگر اب مغربی اثر کے ماتحت اس میں کمی آگئی ہو۔ تو پھر بھی کچھ نہ کچھ رواج اہلِ عرب میں ضرور ہوگا۔ بہرحال اسلام نے جسم اور کپڑوں کی صفائی کے متعلق جو احکام دیئے ہیں وہ معمولی نہیں۔ مگر کتنے ہیں جو ان پر غور کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جو لباس کو صاف رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جو اپنے مونہوں کو صاف رکھتے ہیں۔ کتنے ہیں جو پسینہ وغیرہ کی بو اور دوسری بدبودار چیزوں سے مسجد کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مَیں نے ایک دفعہ جماعت کو

مساجد میں صفائی رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ تو بعض لوگوں نے میری تحریک پر یہ کام شروع کردیا۔ اور مسجد کی صفائی کا وہ خیال رکھنے لگے۔ چنانچہ مدرسہ احمدیہ کے طالب علم بھی اس صفائی میں حصہ لیا کرتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد یہ بات جاتی رہی حالانکہ مساجد کو صاف رکھنے کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر حکم دیا ہے۔ کیونکہ جو مذہب اجتماع پر اپنی بنیاد رکھتا ہو۔ اور مدنیت سے اس کے کثیر احکام کا تعلق ہو۔ وہ جب تک یہ خیال نہ رکھے۔ کہ اجتماع کے موقعوں پر حفظانِ صحت کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ اس وقت تک وہ اپنی جماعت کو کبھی ترقی کی طرف نہیں لے جاسکتا۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب کسی کو طاعون نکل آئے۔ تو وہ اپنی جگہ سے نکل کر کسی اور جگہ نہ جائے اور نہ باہر والے وہاں جائیں۔ اس طرح اسلام نے طاعونی ضرر سے لوگوں کو بچانے کی کوشش کی ہے۔ غرض جو چیزیں صحت پر بُرا اثر ڈالنے والی ہیں۔ ان سب سے اسلام نے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ مثلاً اسلام نے بتایا ہے کہ ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اب اگر یہ مسئلہ نہ ہوتا اور ایک اصول قائم نہ کردیا جاتا۔ تو کئی لوگ مسجدوں میں آتے۔ اور ہوائیں خارج کرتے رہتے۔ نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ بدبو سے لوگوں کا دماغ خراب ہو جاتا۔ پس اس میں بھی اسلام نے حکمت رکھی ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا یا بلغم پھینکنا گناہ ہے۔ اور اگر کوئی شخص تھوک دے یا بلغم پھینکے۔ تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اس تھوک کو اٹھا کر زمین میں دفن کرے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ مسجد ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں سب مسلمانوں نے اکٹھا ہونا ہوتا ہے۔ اگر تھوک یا بلغم پڑا ہو تو لوگوں کو تکلیف ہو۔ نمازیں پڑھنی ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں نمازیوں کو جو تکلیف پیش آسکتی تھی۔ وہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ مسجد میں تھوکنے کی عادت تو مسلمان اب چھوڑ بیٹھے ہیں۔ لیکن

مسجد میں بے احتیاطی سے کھانا کھانے کی عادت ابھی ان میں سے نہیں گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ سالن گر جاتا ہے۔ اور پھر اس سالن یا دال پر مکھیاں بھنکتیں اور بُو پیدا ہوتی ہے حالانکہ اگر وہ اس بات کو سمجھتے کہ مسجد میں تھوکنے کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ تو وہ مسجد میں دال وغیرہ گرا کر تھوک سے بھی زیادہ غلاظت نہ پھیلاتے تھوک بیشک ایک کراہت کی چیز ہے۔ مگر اس کی سڑاند بعد میں قائم نہیں رہتی لیکن سالن اور دال وغیرہ جب مسجد میں گر جائے تو چونکہ ان چیزوں میں گھی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی سڑاند بعد میں بڑھتی رہتی ہے۔ مگر لوگ تھوک تو مسجد میں نہیں پھینکتے اور دال یا سالن گرا کر اس سے بہت زیادہ سڑاند پیدا کر دیتے ہیں۔ مسجد میں بے شک کھانا کھانا منع نہیں۔ مگر اتنی احتیاط تو ضرور کرلینی چاہیئے۔ کہ انسان کھاتے وقت کوئی کپڑا بچھالے۔ اور پھر احتیاط سے کھائے۔ تاکہ مسجد میں چیونٹیاں اور مکھیاں اکٹھی نہ ہوں۔ اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ غرض مساجد کو صاف رکھنا اور اپنے کپڑوں کو صاف کرکے اور عطر وغیرہ لگا کر اجتماع میں شامل ہونا کیا بلحاظ ایک مذہبی حکم کے اور کیا بلحاظ دوسرے لوگوں پر اس کے اثرات کے ایک نہائت ضروری مسئلہ ہے۔ اور اس کا صحت پر شدید اثر پڑتا ہے۔

مجھے جیسا کہ قریب بیٹھنے والے دوستوں کو معلوم ہے آج

اس مضمون کی اس طرح تحریک پیدا ہوئی کہ جب میں مسجد میں پہونچا تو چونکہ سائبان لگا ہوا تھا۔ لیکن مشرق کی طرف سے زمین کی طرف جھک گیا تھا۔ اور کھڑکیاں بند تھیں۔ اس لئے لوگوں کے سانسوں کی وجہ سے اس قدر شدید بُو پیدا ہو چکی تھی۔ کہ جیسے برسات میں گھر کے اندر گیلے کپڑے پڑے ہوئے ہوں۔ اور منبر پر کھڑے ہوتے ہی میرے سر میں درد شروع ہوگیا۔ حالانکہ احکام شریعت کے ماتحت میرے آنے سے پہلے ہی دوستوں کو فوراً اسکا انسداد کرنا چاہیئے تھا۔ آخر ہر ایک کو خدا تعالےٰ نے ناک دی ہے۔ اور ہر ایک کو یہ مسئلہ بھی معلوم ہے۔ آج دھوپ نہیں تھی۔ اس لئے فوراً سائبان کو اتروا دینا چاہیئے تھا۔ اور کھڑکیوں کو ہوا کی آمدورفت کے لئے کھول دینا چاہیئے تھا۔ مگر ہمارے ملک کے لوگوں کو چونکہ عادت نہیں خوشبو کے استعمال کی۔ اور چونکہ انہیں عادت نہیں بُو سے بچنے کی۔ اس لئے بہتوں کو شائد اس بُو کا پتہ بھی نہیں لگا ہوگا۔ حالانکہ انسانی سانس اتنا زہریلا ہوتا ہے۔ کہ اگر دو آدمی اکٹھے لحاف میں مونہہ ڈالکر سوئیں تو دونوں بیمار ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اکیلا آدمی اگر لحاف میں مونہہ ڈالکر سوئے تو اپنے سانس کی زہر سے ہی وہ بیمار ہو جاتا ہے، جن لوگوں کو دائمی نزلہ ہوتا ہے وہ بالعموم وہی لوگ ہوتے ہیں جو

لحاف میں سر چھپا کر سونے کے عادی ہوتے ہیں۔ جو لوگ لحاف سے سر نکالکر سوتے ہیں یا کم سے کم ناک کا حصہ ننگا رکھتے ہیں انہیں نزلہ کی دائمی شکائت بہت کم ہوتی ہے مگر تعجب ہے۔ یہ ہزاروں آدمیوں کا مجمع اس طرح بیٹھا تھا۔ گویا لحاف میں اس نے اپنا مونہہ چھپا رکھا تھا۔ اور سب کے سانسوں سے شدید بدبو پیدا ہو گئی تھی۔ اگر اس بارہ میں احتیاط سے کام نہ لیا جائے۔

تو کمزور آدمیوں کی صحت پر بہت بُرا اثر پڑ سکتا ہے۔ پھر مساجد میں بیماروں نے بھی آنا ہوتا ہے انہی لوگوں میں وہ بھی ہوتے ہیں جنہیں نزلہ کی شکایت ہوتی ہے۔ اور شاید بعض ایسے لوگ بھی ہوں جنہیں سل کی شکایت ہو۔ ایسی حالت میں سائبان کو ایک برقع کی طرح اوڑھ کر بیٹھ رہنے۔ اور تنفس کی بدبو سے نہ بچنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلول کا سانس تندرستوں کے سینہ میں جائے اور انہیں بھی بیمار کر دے میں سمجھتا ہوں یہ نقص اسی وجہ سے ہے۔ کہ لوگوں نے عام طور پر یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعض باتیں معمولی ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات معمولی نہیں

سب کے اندر فوائد ہیں۔ سب کے اندر حکمتیں ہیں۔ اور سب کے اندر اغراض اور مقاصد ہیں۔ ایک چھوٹے سے چھوٹا حکم بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بے وجہ اور بغیر حکمت کے بیان نہیں فرمایا۔

ہمیں دوسرے مذاہب پر جو فوقیت اور افضلیت حاصل ہے وہ یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں جو کتاب دی ہے۔ وہ پر حکمت ہے اور جو رسول ہماری رہنمائی کے لئے اس نے بھیجا وہ بھی پر حکمت ہے۔ پس ہمارے پاس جو کتاب ہے اس میں کوئی بات ایسی نہیں۔ جس کے متعلق ہم کہہ سکیں۔ کہ ہم اسے کیوں کریں یا کیوں نہ کریں۔ اسی طرح ہمارے رسول نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں کوئی بات بھی ایسی نہیں جس کے متعلق ہم کہہ سکیں۔ کہ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرما دیا ہے۔ اس لئے ہم کرتے ہیں۔ ورنہ اس میں حکمت کوئی نہیں۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات سے لے کر بڑی سے بڑی بات تک پر حکمت ہے۔ بے شک بعض باتوں کی حکمت ایک وقت سمجھ میں نہ آئے۔ مگر دوسرے وقت اس کی حکمت ضرور سمجھ میں آ جاتی ہے۔ پس قرآن اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات بھی حکمت سے خالی نہیں۔ ہر بات ہمارے فائدہ کے لئے ہے۔ اور ہر حکم ہماری ترقی کے لئے دیا گیا ہے

دوستوں کو چاہیئے کہ

اخلاقی اور روحانی ترقی کیلئے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ اور ہمیشہ ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ میں نے شروع خطبہ میں فرقہ اہلحدیث کا ذکر کیا ہے۔ مگر میں نے یہ نہیں کہا۔ کہ تم اہلحدیث کی طرح بن جاؤ۔ وہ خشک لوگ ہیں۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باتوں کی حکمتوں کو نہیں سمجھا۔ مگر تم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی حکمت کو سمجھو۔ اور اس پر حکمت کلام کو سمجھ کر اس پر عمل کرو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پر حکمت کلام کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے۔ کہ وہ بنی نوع انسان کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ مگر

اہلحدیث سے یہ غلطی ہوئی

کہ انہوں نے جب دو حدیثوں کو بظاہر آپس میں متضاد دیکھا تو کہہ دیا۔ کہ فلاں حدیث ضعیف ہے اور فلاں قوی۔ حالانکہ بسا اوقات وہ دونوں صحیح ہوتی ہیں۔ البتہ دونوں کے مواقع مختلف ہوتے ہیں۔

جیسے مشہور ہے۔ کہ کوئی مالدار شخص حد سے زیادہ موٹا ہو گیا۔ اس نے دُور دُور تک اپنے آدمی بھجوائے ہوئے تھے۔ اور انہیں ہدایت تھی۔ کہ کھانے کی جو بھی اچھی چیز نظر آئے وہ فوراً مجھے بھجوا دیا کرو۔ کروڑپتی آدمی تھا۔ اور جب کسی کا شغل ہی یہ ہو کہ ہر وقت چاروں طرف اس کے گماشتے پھرتے رہیں۔ اور کھانے کے لئے عمدہ سے عمدہ چیزیں بھجواتے رہیں تو خود ہی سمجھ لو کہ کھا کھا کر اس کی کیا کیفیت ہو گئی ہو گی۔ وہ مالدار آدمی بھی آخر اتنا موٹا ہو گیا۔ کہ چلنا پھرنا اور زندگی کے دن گذارنا اس کے لئے مشکل ہو گیا وہ اپنے علاج کے لئے ایک ڈاکٹر کے پاس گیا۔ اس نے کہا میرا مشورہ آپ کو یہ ہے کہ آپ فلاں ڈاکٹر کے پاس جائیں۔ وہ بڑے مشہور آدمی ہیں۔ اور علاج میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ میرے علاج سے آپ کو فائدہ نہیں ہو گا۔ آپ اگر صحت چاہتے ہیں۔ تو اسی کے پاس جائیے۔ چنانچہ وہ اس ڈاکٹر کے شہر کی طرف گیا۔ اور وہاں پہنچکر بمشکل دو نوکروں کا سہارا لیتا اور قدم بقدم چلتا ہؤا وہ اس ڈاکٹر کے پاس پہونچا۔ اور اس نے دیکھا کہ ڈاکٹر نے دستر خوان بچھایا ہؤا ہے۔ اور مریضوں کو پاس بٹھا کر انہیں کہہ رہا ہے کہ یہ بھی کھاؤ اور وہ بھی کھاؤ۔ کسی سے کہتا ہے کہ تمہیں یہ شوربہ کی پیالی ضرور پینی پڑے گی۔ دوسرے سے کہتا کہ تیتر کی ٹانگیں تم نے چھوڑ دی ہیں یہ بھی کھا کر اٹھو۔ کسی سے کہتا کہ یہ کباب تمہیں ضرور کھانے پڑیں گے۔ اور کسی سے کہتا کہ جب تک انڈے نہ کھا لو میں تمہیں اٹھنے نہیں دوں گا۔ وہ امیر یہ دیکھ کر بڑا خوش ہؤا اور کہنے لگا۔ وہ کیسے بیوقوف ڈاکٹر تھے۔ جو مجھے فاقہ کرنے کی نصیحت کرتے تھے۔ علاج تو یہ ہے کہ زور دے کر مریض کو اچھی چیزیں کھلائی جائیں غرض جب ڈاکٹر انہیں کھلا کر فارغ ہو گیا۔ تو یہ پیش ہؤا۔ اس نے کہا میں آپ کا علاج کرنے کے لئے تو تیار ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایک مہینہ کے لئے آپ اپنے نوکر واپس بھجوا دیں۔ اور جس طرح میں کہوں اس طرح عمل کریں۔ وہ کہنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب میں آپ کے مزاج کو سمجھ گیا ہوں۔ اور مجھے نوکروں کو واپس بھجوا دینے میں کوئی عذر نہیں۔ اس نے خیال کیا کہ میں اگر دو مرغ کھانے کے لئے مانگوں گا۔ تو یہ تین مرغ دے گا۔ اور اگر میں چار انڈے مانگوں گا۔ تو یہ چھ دے گا۔ غرض اس نے خوشی خوشی نوکر واپس بھجوا دیئے۔ اور انہیں کہہ دیا کہ فلاں تاریخ آ جانا۔ جب نوکر چلے گئے۔ تو اس ڈاکٹر نے پہلے دن تو اسے خوب اچھا کھانا کھلایا۔ اور وہ بڑا خوش رہا۔ مگر دوسرے دن صبح کے وقت اس نے ایک سوکھا ٹوسٹ چائے کے ساتھ اپنے نوکر کے ذریعہ بھجوا دیا۔ وہ کہنے لگا پاگل ہوگئے ہو۔ یہ تو میرے ملازم بھی نہیں کھاتے۔ اس نے کہا ڈاکٹر صاحب نے آپ کے لئے یہی کچھ بھجوایا ہے۔ خیر تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر آیا۔ تو اس سے کہنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ میرے لئے کیا بھجوا دیا۔ اس نے کہا صاحب گھبرائیے نہیں۔ اور یہی کھا لیجئے۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ابھی تو پہلا دن ہے۔ خیر اس نے وہ ٹوسٹ کھایا۔ اور پھر ڈاکٹر اسے اپنے ساتھ ایک کمرہ میں لے گیا۔ اور کھڑا کر کے جلدی سے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا وہ کمرہ جس میں اُس نے اسے کھڑا کیا حمام تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں حمام گرم ہونے لگا۔ اور اس نے اپنے پاؤں اٹھانے شروع کر دیئے۔ کبھی ایک پاؤں اٹھاتا اور کبھی دوسرا۔ اور جب فرش بہت زیادہ گرم ہو گیا۔ تو بے اختیار اچھلنے کودنے لگ گیا۔ اور آخر تھک کر اور نڈھال ہو کر فرش پر گر گیا۔ ڈاکٹر نے دروازہ کھلوا۔ اور اسے باہر نکال لیا۔ وہ گالیاں دینے لگ گیا کہ مجھے تم نے مار ڈالا ہے۔ مگر اس نے کوئی پروا نہ کی۔ اور وہ روزانہ ایک طرف اسے فاقہ سے رکھتا۔ اور دوسری طرف حمام میں کھڑا کر دیتا۔ اور وہ خوب اچھلتا کودتا۔ مہینہ ختم ہؤا۔ اور اس کے نوکر آئے تو وہ بغیر اجازت لئے ان کے ساتھ چلا گیا۔ اور سیدھا اس ڈاکٹر کے پاس پہونچا جس نے اسے اس ڈاکٹر کے پاس آنے کا مشورہ دیا تھا۔ اور کہا کہ تو نے مجھ سے بڑا فریب کیا جو ایسے ظالم قصاب کے پاس مجھے بھیج دیا۔ وہ بھی کوئی ڈاکٹر ہے۔ وہ تو سخت دھوکے باز انسان ہے۔ اُس نے پہلے میرے نوکر نکلوا دیئے۔ اور پھر مجھے فاقوں پُر فاقے دینے شروع کر دیئے۔ خیر وہ سنتا رہا سنتا رہا۔ جب اس کا غصہ کسی قدر ٹھنڈا ہُوا۔ تو اس نے کہا کہ بجائے اس کے کہ میں آپ کو کوئی جواب دوں آپ شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر ذرا اپنی شکل تو دیکھ لیں۔ اس نے شکل دیکھی تو نظر آیا۔ کہ چہرے پر رونق آئی ہوئی ہے۔ اور جس قدر نحوست تھی سب جاتی رہی ہے۔ نہ پہلے کی طرح کلّے لٹک رہے ہیں۔ اور نہ جسم بھدا اور بھاری ہے۔ جب وہ آئینہ دیکھ چکا تو ڈاکٹر اسے کہنے لگا مجھے بڑا افسوس ہے کہ آپ جلدی چلے آئے۔ اگر آپ ایک مہینہ اور ٹھہر جاتے تو آپ کی صحت بالکل درست ہو جاتی۔ وہ کہنے لگا یہ تو بتاؤ کہ اس نے یہ کیوں کیا کہ بعض کو تو زور دے دیکر کھانا کھلاتا تھا اور مجھے اس نے فاقے دینے شروع کر دیئے

وہ ڈاکٹر کہنے لگا جن کو وہ زور دے کر
کھانا کھلاتا تھا وہ غرباء تھے اور ان کی
بیماریاں ان کی فاقہ کشی کی وجہ سے پیدا
ہوئی تھیں مگر آپ کی بیماری زیادہ کھانے
کا نتیجہ تھی اس لئے اس نے آپ کا علاج تو
فاقہ سے کیا اور ان کا علاج کھانا کھلا کر
کیا اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے تمام احکام حکمت پر مبنی
ہیں۔ نادان اور بے وقوف انسان
سمجھتے ہیں۔ کہ اس قسم کی باتوں کی وجہ سے
حدیثوں میں اختلاف ہو گیا اور اس وجہ
سے وہ کسی کو ضعیف اور کسی کو حسن قرار
دیتے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ دونوں
ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
قول ہیں۔ البتہ وہ دو مختلف حالات کے
لئے ہیں ایک ہی حالت کے لئے
نہیں۔ مسلمانوں نے اسی نادانی کی وجہ
سے اس طرح

ایک دوسرے کے سر پھوڑے

ہیں کہ الامان محض اس بنا پر کہ فلاں
سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے ناف کے
نیچے نہیں باندھتا یا ناف کے نیچے باندھتا
ہے۔ اور سینہ پر نہیں باندھتا۔ اسی طرح
انہوں نے ایک دوسرے کی انگلیاں توڑ دی
ہیں محض اسی بات پر کہ بعض لوگ رفع
یدین کیوں کرتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں
میں آمین بالجہر کہنے پر لڑائیاں ہوئیں
اور علماء میں ان مسائل پر بڑی بڑی بحثیں
ہوئیں۔ اور ان بحثوں میں انہوں نے چار
پانچ سو سال ضائع کر دیئے۔ کہ وہ حدیثیں
صحیح ہیں جن میں رفع یدین کا حکم آتا ہے
یا وہ حدیثیں صحیح ہیں جن میں رفع یدین کا
کا کوئی ذکر نہیں۔ اسی طرح علماء نے
اپنی قلمیں گھسا دیں۔ دواتوں کی سیاہیاں
خشک کر دیں اور اپنی عمریں برباد کر دیں
محض اس بات پر کہ آمین بالجہر کہنی چاہئے
یا آمین بالسر۔ پھر انہوں نے اپنے
اوقات اور اپنے اموال سینکڑوں
سال تک اس جھگڑے میں ضائع کر
دیئے کہ نماز پڑھتے وقت ہاتھ اوپر
باندھنے چاہئیں یا نیچے پھر کس طرح
انہوں نے صدیوں تک اس لغو بحث
کو جاری رکھا کہ تشہد کے وقت انگلی
اٹھانی چاہئے یا نہیں اٹھانی چاہئے۔

یہ ساری بحثیں

ایسی ہی تھیں جیسے مثنوی رومی والے
لکھتے ہیں کہ چار فقیر تھے۔ انہوں نے
کسی سے خیرات مانگی تو اس نے ایک پیسہ
دے دیا۔ اور کہا کہ چاروں مل کر کوئی
چیز کھا لو۔ اب ایک نے کہا میں تو انگور
کھاؤں گا۔ دوسرا کہنے لگا کہ میں تو داکھ
کھاؤں گا۔ تیسرا کہنے لگا کہ میری خواہش
تو عنب کھانے کی ہے اور چوتھا ترکی تھا
اس نے اپنی زبان میں کوئی انہی الفاظ
کے ہم معنی لفظ کہا اور کہا کہ میری تو خواہش
وہ چیز کھانے کی ہے۔ اب چاروں
آپس میں لڑنے لگ گئے ایک کہے کہ
دو گھنٹے مانگ مانگ کر ایک پیسہ ملا ہے
اس سے تو میں انگور ہی کھاؤں گا۔ دوسرے
نے کہا کہ میں تو عنب کھاؤں گا تیسرے نے
داکھ پر زور دیا۔ اور چوتھے نے اپنی
زبان کا کوئی لفظ استعمال کیا۔ آخر وہاں
سے کوئی زبان دان گذرا اور اس نے
ان چاروں کو جو لڑتے دیکھا تو ٹھہر گیا
اور پوچھا کہ کیوں لڑ رہے ہو انہوں
نے بتایا کہ ہماری لڑائی کی یہ وجہ ہے
اس نے کہا پیسہ تم مجھے دے دو میں تم
سب کے لئے ایک ایسی چیز لاؤں گا جس
سے تم سب خوش ہو جاؤ گے۔ چنانچہ
انہوں نے اسے پیسہ دے دیا اور وہ
انگور لے آیا۔ عنب مانگنے والا کہنے لگا
یہی میرا مطلب تھا۔ داکھ چاہنے والا کہہ
اٹھا یہی تو میں مانگتا تھا اور ترکی کہنے
لگا میری بھی یہی خواہش تھی غرض چاروں
خوش ہو گئے اور ان کی لڑائی ختم ہو گئی
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی
ان جھگڑوں کو ایسا مٹایا ہے کہ اب
کسی احمدی کے دل میں خیال بھی نہیں آتا
کہ آمین بالجہر کہنی چاہئے یا آمین بالسر
ہاتھ اوپر باندھنے چاہئیں۔ یا نیچے
رفع یدین کرنا چاہئے یا نہیں کرنا چاہئے
آپ نے

ایک اصول لوگوں کے سامنے

رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ بھی ٹھیک ہے
اور وہ بھی ٹھیک ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ کسی نے
ان مسائل کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ کے انبیاء حکمت سے کلام کیا
کرتے ہیں۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی
طبائع میں جوش ہوتا ہے۔ ان کا جوش جب
تک نکلتا نہ رہے ان میں استقلال پیدا نہیں
ہو سکتا اور کئی لوگ خاموش طبیعت ہوتے
ہیں وہ اگر اظہار جذبات کرنے لگ جائیں
تو ان کا جوش مدھم پڑ جاتا ہے۔ اس لئے دونوں
قسم کی طبائع کو مدنظر رکھ کر رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے دو مختلف احکام دے دیئے
وہ لوگ جو اپنی طبیعت میں جوش رکھتے
ہیں وہ آمین بالجہر کہہ لیا کریں اور جو
خاموش طبیعت ہیں ان کے لئے شریعت
نے دل میں ہی آمین کہہ لینے کا دروازہ
کھول دیا۔ اسی طرح بعض لوگ حرکات سے
اظہار عقیدت میں زیادہ لذت محسوس کرتے
ہیں ان کے لئے شریعت نے رفع یدین
کا حکم رکھ دیا۔ مگر بعض طبائع ایسی ہوتی
ہیں جنہیں حرکات کی ضرورت نہیں ہوتی
بلکہ سکون کی ضرورت ہوتی ہے ان کے لئے
شریعت نے رفع یدین کی صورت کو اڑا دیا
اسی طرح ہاتھ باندھنے ہیں کوئی شخص سپاہیانہ
طبیعت رکھنے والا ہوتا ہے اور وہ چاہتا ہے
کہ ہاتھ اونچے باندھے اس کے لئے شریعت نے
نماز میں ہاتھ اونچے باندھنے کا مسئلہ رکھ دیا
اور کوئی ایسا ہوتا ہے جو بڈھا اور بیمار ہوتا ہے
اس کے ہاتھ اوپر لگتے ہی نہیں اور خود بخود
نیچے ڈھلک جاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے
شریعت نے یہ آسانی رکھ دی کہ وہ نیچے ہاتھ
باندھ لیا کریں۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے دونوں طبائع کا خیال رکھ لیا اور

ہر ایک کے حسب حال حکم

دیدیا۔ مجھے ایک دفعہ ان معنوں کا بڑا لطف آیا
میں بیمار تھا اور نماز پڑھ رہا تھا کہ یکدم مجھے
محسوس ہوا کہ ضعف کی وجہ سے میں نے ہاتھ
نیچے باندھے ہوئے ہیں۔ اس وقت مجھے
خیال آیا کہ شریعت کی یہ اجازت دراصل
اسی لئے ہے کہ ہر طبیعت کا آدمی فائدہ اٹھا
سکے۔ ایک بیمار آدمی جو ہاتھ اوپر باندھ ہی
نہیں سکتا اس سے شریعت یہ کس طرح مطالبہ
کر سکتی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ ضرور اوپر باندھے
پس بیمار اور کمزور یا سکون رکھنے والی
طبیعت کے انسان کیلئے ہاتھ نیچے باندھنے کی
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت
دیدی مگر جو ہمت والا اور قوی اور تندرست
ہے اور سپاہیانہ روح اپنے اندر رکھتا ہے
اس کے لئے ہاتھ اوپر باندھنے کا حکم دیدیا
اس طرح ایک ہی کلمہ سے حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے تمام جھگڑے طے کر دیئے اور
ان نادانوں کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ایک حدیث کو ضعیف اور دوسری کو
قوی قرار دیتے تھے بتا دیا کہ دونوں حدیثیں
ہی قوی ہیں البتہ تم ان کا مفہوم سمجھنے میں
ضعیف ہو غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے کلام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
وہ سب کے فائدہ کے لئے ہیں۔ ہر زمانہ
کے لئے ہیں اور ہر حالت کے لئے ہیں اور ان
میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔ ان حکمتوں کے نہ سمجھنے
کی وجہ سے ہی لوگ ان بحثوں میں پڑ جاتے ہیں
کہ فلاں حدیث ضعیف ہے اور فلاں قوی
حدیثوں میں سے بعض ضعیف بھی ہوتی ہیں مگر
وہی حدیثیں ضعیف ہوتی ہیں جو اصول دین یا
اصول اخلاق کے خلاف ہوں۔ ان حدیثوں کو
ضعیف قرار دینا جو ایک ہی وقت میں قابل
عمل ہوں حماقت اور نادانی ہے۔ اور اہل
حدیث اس حماقت میں سب سے زیادہ گرفتار
ہیں۔ جتنا زیادہ وہ اپنے آپ کو اہل
حدیث کہتے ہیں اتنا ہی انہوں نے رسول
کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز
اور درست کلام پر جرح کی ہے اور
انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

جائز درست۔ صحیح اور پُر حکمت کلام

کو ضعیف قرار دیکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
کلام کے ایک حصہ کو بالکل باطل کر دیا ہے اپنے
حصہ میں میرے نزدیک حنفی ان سے بہت زیادہ
بہتر ہیں۔ انہوں نے یہ اصول قرار دیدیا ہے
کہ قرآن مقدم ہے اور حدیث مؤخر۔ اس وجہ سے
جن حدیثوں کو اہل حدیث کمزور سمجھتے ہیں ان کو بھی
انہوں نے صحیح قرار دیدیا ہاں ان سے غلطی یہ
ہوئی کہ اہل حدیث کی ضد اور لعنت میں انہوں نے
ان حدیثوں کی طرف زیادہ توجہ دیدی جن کو
اہلحدیث کمزور کہتے تھے اور اس طرح اہلحدیث اور
حنفی دونوں صحیح راستہ پر قائم نہ رہے پس رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی حکمتوں کو سمجھو
ان کا احترام اپنے دل میں پیدا کرو۔ اور کسی چھوٹی
سے چھوٹی بات کو بھی نظر انداز مت کرو کہ وہ بھی
خزانہ کے لحاظ سے درحقیقت بہت بڑی ہوتی

انہی چھوٹی باتوں میں سے جن کو لوگ بالعموم نظر انداز کر دینے کے عادی ہیں۔ مگر ان کے فوائد بہت بڑے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک حکم یہ ہے۔ کہ مساجد کو صاف رکھو۔ اور جب جمعہ کیلئے مسجد میں آؤ۔ تو اپنے کپڑوں کو صاف کر کے آؤ۔ اور

اگر ہو سکے تو عطر بھی لگاؤ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم گو ہمیشہ غربت سے گذارہ کیا کرتے تھے۔ مگر آپ عطر کا ضرور استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے جب میں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے بخاری پڑھا کرتا تھا۔ تو حضرت خلیفہ اوّل رضؓ اپنی سادہ طبیعت اور کام کے غلبہ کی وجہ سے جمعہ کے دن بعض دفعہ انہی کپڑوں میں۔ جو آپ نے پہنے ہوئے ہوتے تھے اٹھ کر جمعہ کے لئے آجاتے تھے۔ میں اپنی بغل میں بخاری دبائے کمرہ میں سے نکل رہا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے دیکھ لیا۔ اور فرمایا۔ محمود یہ کیا ہے؟ میں نے کہا۔ حضرت مولوی صاحب سے بخاری پڑھنے چلا ہوں دراصل آپ نے ہی مجھے فرمایا تھا۔ کہ محمود قرآن پڑھ لو۔ بخاری پڑھ لو۔ اور طب بھی پڑھ لو۔ کیونکہ طب ہمارا خاندانی پیشہ ہے۔ یہ تمہارے لئے کافی ہے۔ غرض جب میں نے کہا۔ کہ میں مولوی صاحب سے بخاری پڑھنے جا رہا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ مولوی صاحب سے کہنا۔ یہ حدیث بخاری میں آتی ہے۔ یا نہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن نئے کپڑے پہنتے اور خوشبو لگایا کرتے تھے۔ میں نے اسی طرح جا کر کہہ دیا۔ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے یہ سنا۔ تو ہنس پڑے۔ اور فرمانے لگے۔ ٹھیک ہے آتی تو ہے۔ پر ہم لوگوں سے کچھ سستی ہی ہو جاتی ہے۔ غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن صفائی کا خاص طور پر حکم دیا ہے۔ اور اس احتیاط کی وجہ یہی ہے۔ کہ مجمع میں کمزور لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اگر صفائی نہ ہو۔ تو ان کی صحتوں پر بُرا اثر پڑے۔ اور وہ اور بھی زیادہ کمزور اور بیمار ہو جائیں۔ ممکن ہے۔ کوئی شخص کہہ دے۔ کہ جب حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر عمل نہیں کیا۔ تو ہم اگر عمل نہ کریں تو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مگر یہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ ان کی وجہ اور تھی۔ وہ بہت زیادہ دینی کام میں مشغول رہتے تھے۔ اور جو شخص زیادہ کام کرنے والا ہو۔ اس سے ایسے امور میں بعض دفعہ سستی ہو ہی جاتی ہے۔ پھر انہوں نے بھی یہ نہیں کہا۔ کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں۔ ٹھیک کر رہا ہوں۔ بلکہ انہوں نے یہی فرمایا۔ کہ سستی ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کسی کی اس جواب سے تسلّی نہ ہو۔ تو میں ایسے شخص کی عقل پر تعجب ہی کرونگا۔ جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بات سنائی جائے اور وہ کہے کہ حضرت مولوی صاحبؓ نے ایسا نہیں کیا۔ بعض انسان ایسے ہوتے ہیں۔ جو کثرت سے کام کرنے کے عادی ہوتے ہیں آپ چونکہ طبیب تھے۔ اس لئے دن کا اکثر حصّہ بیماروں کے دیکھنے میں صرف ہو جاتا۔ پھر سارا دن وہ قرآن وحدیث پڑھاتے رہتے تھے۔ اور درس بھی دیتے تھے۔ اس وجہ سے ان سے بعض دفعہ سستی ہو جاتی تھی۔ مگر بہرحال وہ اس قدر محتاط ضرور تھے۔ کہ کپڑوں میں بُو پیدا نہیں ہونے دیتے تھے۔ میں تو اُن سے پڑھتا رہا ہوں۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ کبھی اُن کے کپڑوں میں سے بُو آئی ہو۔ بعض دفعہ بُو پیدا ہونے لگتی۔ تو آپ جھٹ نیا کُرتہ منگوا کر بدل لیتے آپ چونکہ طبیب تھے۔ اور جانتے تھے۔ کہ بدبو کا انسانی صحت پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے اس بات کا خیال رکھتے تھے۔ بہرحال

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم ہے

کہ مساجد کو صاف رکھا جائے۔ جمعہ کے موقعہ پر کپڑے بدلے جائیں۔ اور ہو سکے تو خوشبو لگائی جائے۔ تاکہ جن کے جسم میں کوئی بیماری ہو۔ اور اُن کے سانس سے دوسروں کے بیمار ہو جانے کا خطرہ ہو۔ ان کے مقابلہ میں لوگوں کے جسموں اور ان کے کپڑوں میں سے خوشبو آتی رہے۔ اور اس طرح بیماری کا ازالہ ہوتا چلا جائے۔ زمینداروں کو یہ کہنا۔ کہ وہ عطر لگا کر آیا کریں۔ یہ تو ایک ایسا مطالبہ ہے۔ جسے وہ پورا نہیں کر سکتے۔ جنہیں کھانے کیلئے روٹی بھی میسّر نہ ہو۔ وہ عطر کس طرح خرید سکتے ہیں۔ ان کے لئے صرف اتنا ہی حکم ہے۔ کہ وہ اپنے کپڑوں کو صاف رکھا کریں۔ ان میں بعض بے شک اچھی حیثیت رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے عطر لگانا ضروری ہے۔ اور پھر عطر کوئی ایسی چیز بھی نہیں۔ جو بہت زیادہ خرچ چاہتی ہو۔ پس غرباء کے لئے گو عطر خریدنا مشکل ہو۔ مگر جو آسودہ حال ہیں۔ وہ آسانی سے خرید سکتے ہیں۔ اور پھر عطر کا خرچ بھی بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ ذرا سا انگلی سے اگر لگا لیا جائے۔ تو اتنی خوشبو آنے لگ جاتی ہے۔ جو جمعہ میں آنے کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص عطر خرید ہی نہ سکتا ہو۔ تو اس کے لئے اس بات میں تو کوئی بھی مشکل نہیں۔ کہ وہ کپڑے دھو لیا کرے۔ اسی طرح جو مساجد کے نگران ہیں۔ انہیں بھی میں اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جمعہ کے دن مسجدوں کی صفائی کرایا کریں۔ اور جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔ کوئی نہ کوئی خوشبو مسجد میں جلا دینی چاہیئے ہماری انجمن کا لاکھوں کا بجٹ ہوتا ہے۔ پھر کیا ہم چند پیسے خرچ کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کو پورا نہیں کر سکتے۔ ایک مسجد میں لوبان اگر جلایا جائے تو ایک دھیلے یا پیسے کا کافی ہو سکتا ہے۔ اور ہمارے قادیان کی تمام مساجد میں سارے سال کا خرچ دو تین روپیہ سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ آخر ہماری مالی حالت اتنی تو گری ہوئی نہیں کہ ہم اپنی مسجدوں کے لئے دو تین روپیہ کا سالانہ خرچ بھی برداشت نہ کر سکیں۔ غریب سے غریب زمینداروں کی جماعت بھی یہ خرچ بآسانی پورا کر سکتی ہے۔ پندرہ بیس یا تیس چالیس نمازی ہوں تو ذرا سی توجہ سے یہ خرچ پورا ہو سکتا ہے۔ صرف اہتمام کی ضرورت ہے۔ اور صرف اس خیال کو اپنے دل میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے۔ ہمارے فائدہ کے لئے فرمایا ہے اور اس کا چھوڑنا ہمارے لئے مضر ہے۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۱۵ مارچ۔ برطانیہ کے ساحلی استحکامات کی آزمائش کے لئے ایک مصنوعی حملہ کیا گیا۔ یہ فرض کر لیا گیا کہ حملہ آور اچانک ساحل پر پہنچ گئے ہیں اور نگرانی کرنے والے جہاز ان کو نہیں دیکھ سکے۔ پیراشوٹ سپاہی بھی اتار گئے۔ دفاعی فوجوں نے بارود استعمال کیا۔ اور اس قدر گولے اور بم پھٹے کہ زمین دہل گئی۔ تجربہ اس قدر کامیاب رہا۔ کہ بعض ساحلی لوگ بھی حقیقتاً یہی سمجھے کہ جرمن حملہ آور ساحل پر اتر آئے ہیں۔

انقرہ ۱۵ مارچ۔ ہٹلر نے صدر ترکی عصمت انونو کو جو مراسلہ بھیجا تھا۔ اس کا جواب لے کر ایک خاص ترک سفیر عنقریب روانہ ہو گیا ہے۔ جہاں وہ اسے جرمن حکام کے حوالہ کر دے گا۔

زیورچ ۱۵ مارچ۔ جرمنی اور یوگوسلاویہ کی گفت و شنید ابھی کسی خاص مرحلہ پر نہیں پہنچی۔ یوگوسلاویہ کے وزیر خارجہ نے برلن کو اپنی روانگی اگلے ہفتہ پر ملتوی کر دی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دونو ملکوں میں کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ اور یوگوسلاویہ کی حکومت جرمنی کے مطالبات ماننے سے انکار کر رہی ہے۔

چنگکنگ ۱۵ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ جاپانی فوجیں دریائے یانگسی کے پہلو بہ پہلو چین کے دارالسلطنت پر حملہ کرنے کے لئے بڑھ رہی تھیں۔ مگر چینی فوج نے انہیں پسپائی پر مجبور کر دیا۔

لنڈن ۱۵ مارچ۔ برطانیہ کے وزیر تعلیم نے اعلان کیا ہے کہ دوران جنگ میں انگریز بچوں کی تعلیم کے لئے میں نے ایک نیا طریق ایجاد کیا ہے جو عنقریب رائج کیا جائے گا۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ امریکہ کے صدر مسٹر روزویلٹ نے اپنی ایک تقریر میں برطانیہ کو پوری مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور ڈکٹیٹروں کو ظالم قرار دے کر ان کی مذمت کی ہے۔ واشنگٹن میں کہا جاتا ہے۔ کہ مسٹر روزویلٹ نے بین الاقوامی معاملات کے متعلق آج تک کبھی ایسی زوردار تقریر نہیں کی۔ اس مجلس میں مسٹر وینڈل ولکی بھی موجود تھے۔ آپ نے کہا کہ اس تقریر میں اہل امریکہ کے دل کی باتیں کہہ دی گئی ہیں۔ امریکن اخبار لکھتے ہیں۔ کہ اس تقریر سے دنیا نے جان لیا ہے کہ امریکہ کا رویہ کیا ہے۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ ہٹلر نے بھی آج پندرہ منٹ تک ایک تقریر کی۔ مگر مسٹر روزویلٹ کی تقریر کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ گذشتہ رات بھیر برطانی بمباروں نے مشرقی جرمنی کے فوجی ٹھکانوں اور لورین میں آمدورفت کے اڈوں پر شدید حملے کئے۔ گذشتہ چار راتوں سے برابر یہ حملے جاری ہیں۔ جرمن طیاروں نے بھی لنڈن پر حملہ کیا۔ مگر وہ نصف شب سے پہلے ختم ہو گیا۔ کچھ مکان ٹوٹ پھوٹ گئے بعض جگہ آگ لگ گئی۔ جنوب اور جنوب مغربی علاقوں پر بھی حملے کئے گئے۔ مگر نقصان کوئی زیادہ نہیں ہوا۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ وشی گورنمنٹ کے ایک نمائندہ نے یہ مان لیا ہے کہ مفتوحہ فرانس سے جرمن اشیائے خوردونوش آزاد فرانس میں نہیں آنے دیتے۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ البانیہ میں یونانی فوجوں نے مزید تین ہزار اطالوی جن میں سے بعض بڑے بڑے افسر بھی ہیں قید کر لئے ہیں۔ مسولینی نے بہار کا جو حملہ کیا تھا۔ وہ بھی ناکام ثابت ہو چکا ہے بعض قیدیوں نے کہا۔ کہ وہ اٹلی اس بات پر ناراض ہیں۔ کہ ان کو یونان سے لڑا دیا گیا ہے

مدراس ۱۶ مارچ۔ گورنر مدراس کے فنڈ میں ۱۹ لاکھ ۳۵ ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ مسٹر روزویلٹ نے موجودہ جنگ کے متعلق آج جو تاریخی تقریر کی۔ اس میں ادھار اور پٹہ کے قانون کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ یہ قانون کسی ایک شخص کی آواز نہیں بلکہ تیرہ کروڑ انسانوں کی آواز ہے اور امریکہ کے ہر فرد کو اس پر چلنا پڑے گا۔ اگر امریکہ میں اس سے پہلے کچھ لوگ صلح کی کوشش کر رہے تھے تو اب اس قانون کے پاس ہونے کے بعد ان کی سب کوششیں ختم ہو گئی ہیں ظالموں سے سمجھوتے کا وقت گذر چکا ہے۔ اور ہم لڑائی کا جو سامان اور جہاز سمندر پار بھیجنا چاہتے ہیں وہ ضرور بھیجیں گے۔ برطانیہ اور یونان کو اس وقت ٹینکوں۔ توپوں اور گولہ بارود کی ضرورت ہے اور امریکہ یہ چیزیں انہیں ضرور مہیا کرے گا جب ڈکٹیٹر شپ کے پرخچے اڑ جائیں گے اور خدا کرے کہ جلد اڑ جائیں تو اس وقت امریکہ ایک نئے نظام کی بنیاد قائم کرنے میں حصہ لے گا۔ آج امریکہ کے رہنے والے تاریخ کا ایک نیا باب شروع کر رہے ہیں اور ہم نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ امریکہ کو کس خطرے کا سامنا ہے امریکہ کو پہلے یہ معلوم نہیں تھا کہ نازی تمام جمہوریتوں کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ظالمانہ ارادوں کی تکمیل کے لئے جو پروگرام بنایا اس پر وہ ۳۹-۱۹۴۰ء میں تو بغیر کسی قسم کی روک کاوٹ کے عمل کرتے رہے۔ مگر آخر برطانیہ کے بہادروں نے جو ہار ماننا جانتے ہی نہیں اس کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا آج انگریزوں کے حوصلے بہت بڑھے ہوئے ہیں اور انہوں نے دس مہینے بھیانک سے بھیانک خطروں کا بڑی پامردی اور بہادری سے مقابلہ کیا ہے۔ برطانیہ کے لوگ جرمنی کے حملہ کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے تیار ہیں خواہ یہ حملہ کل ہو یا اگلے ہفتہ یا اگلے مہینہ۔ آئندہ آنے والی نسلیں برطانیہ کی اس بہادری پر ناز کریں گی۔ امریکہ کے اخبارات نے پریذیڈنٹ روزویلٹ کی تقریر پر اطمینان کا اظہار کیا ہے ایک اخبار لکھتا ہے کہ یونائیٹڈ سٹیٹس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اسے کس راستہ پر چلنا چاہیئے۔ پریذیڈنٹ نے اپنی تقریر میں چونکہ "ہم" اور "ہمارے" کے الفاظ بکثرت استعمال کئے تھے اس لئے کینیڈا میں اس خیال کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ امریکہ نے لڑائی کا اعلان کئے بغیر اپنے آپ کو لڑائی میں شامل کر لیا ہے۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ ہٹلر نے آج جرمن قوم کے سامنے جو تقریر کی اس میں اس نے کہا جرمن قوم اس کام کو ختم کرنے کے لئے تیار ہے جو اس نے ۱۹۴۲ء میں شروع کیا تھا۔ ہٹلر نے جرمن قوم کو خبردار کیا اور کہا کہ اسے ابھی اور زیادہ قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ برطانیہ کے لیبر وزیر نے آج ایک اعلان میں بتایا کہ ۴۱ سے ۴۵ سال کی عمر کے مردوں اور ۲۰ سے ۲۱ سال کی عمر کی عورتوں کو عنقریب اپنے نام درج رجسٹر کرانے کے لئے کہا جائے گا۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ کل رات ایک ناچ گھر میں ناچ ہو رہا تھا کہ جرمن جہازوں نے بمباری شروع کر دی بہت سے لوگ مارے گئے اور کئی زخمی ہوئے۔

کلکتہ ۱۶ مارچ۔ آل انڈیا ہندو مہاسبھا کا اجلاس ۵-۶ اپریل کو کلکتہ میں منعقد ہو گا۔

کلکتہ ۱۶ مارچ۔ بنگال اسمبلی میں ایک ممبر نے اس مفہوم کا ایک ریزولیوشن پیش کیا ہے کہ گورنمنٹ ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل جول کیلئے مناسب سکیم تیار کرے

دہلی ۱۶ مارچ۔ آج صبح مرکزی اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کا جلسہ ہوا جس میں اس امر پر غور کیا گیا کہ فنانس بل کے بارہ میں اس کا رویہ کیا ہونا چاہیئے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی